سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۴۴

غصّہ اور راہِ خدا میں ایذا

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۴۴

غصّہ اور راہِ خدا میں تضاد

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ	: غصہ اور راہِ خدا میں تضاد
واعظ	:عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخِ وعظ	: ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۹۸ء بروز اتوار
مقام	:جنوبی افریقہ
مرتب	:جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ)
تاریخِ اشاعت	: ۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۵ء
زیرِ اہتمام	: شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
	پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
	ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر	: کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشرواشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

غصّہ اور راہِ خدا میں تضاد

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

گناہ کی دو علامات

اگر نفس آپ سے تقاضا کرے کہ مجھے حرام مزہ چاہیے تو نفس سے کہو کہ آپ مجھ سے جو ڈیمانڈ کررہے ہیں، مطالبہ کررہے ہیں، تقاضا کررہے ہیں، اگر آپ کا یہ تقاضا شریفانہ ہے تو میں اپنے دوستوں سے اور جو نیک احباب مجھ سے محبت کرتے ہیں ان سے آپ کی اس خواہش کا اظہار کروں گا۔ اگر نفس ہاتھ جوڑنے لگے کہ نہیں مجمع کو نہیں بتانا، بس چپکے سے ہماری خواہش پوری کردو، تو سمجھ لو کہ یہ خواہش گناہ کی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ صَدْرِکَ وَکَرِھْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْہِ النَّاسُ[۱] گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹک پیدا کرے اور تم کو یہ بات ناگوار ہو کہ لوگ اس بات سے باخبر ہوجائیں۔ تو گناہ اور اللہ کی نافرمانی معلوم کرنے کی ایک علامت تو یہ ہے کہ اس کی وجہ سے دل میں کھٹک اور گھبراہٹ پیدا ہوگی۔ اسی لیے گناہ کا نام منکر ہے، منکر کے معنی ہیں اجنبی اور اجنبی آدمی سے مل کر دل گھبراتا ہے کہ پتا نہیں یہ ڈاکو یا چور نہ ہو اور نیکی کا نام معروف ہے یعنی جانی پہچانی چیز، جانے پہچانے آدمی سے مل کر دل خوش ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ نے نیکیوں کا نام معروف رکھا ہے اور برائی کا نام منکر رکھا ہے۔

تو یہ دو علامات دیکھو، اگر نفس یہ کہے کہ میری ڈیمانڈ اور خواہش پوری کرلو مگر کسی کو بتاؤ نہیں، تو نفس سے کہو کہ اگر یہ اچھا کام ہے تو اچھے کام کو دوسروں سے بتانے میں کیا حرج ہے؟ جیسے کسی شخص کو عمرہ کی خواہش ہے تو دوستوں کو بتاسکتا ہے۔ تو نفس سے کہو کہ یہ جو آپ

---

[۱] صحیح مسلم ۳۱۴/۲، باب تفسیر البر والاثم، ایچ ایم سعید

اپنی ڈیمانڈ اور خواہش کے بارے میں مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ کسی کو بتانا مت تو یہ تو دال میں کچھ کالا معلوم ہوتا ہے۔ نفس سے باتیں کرو، یہ ظالم نادان بچے کی طرح ہے، اس کو بہلا دو تو بہل جائے گا نہیں تو تم کو برائیوں کی طرف لے جائے گا۔ جب نفس کہے کہ میری یہ خواہش پوری کر دیجیے، آج کل مجھے اس قسم کا شوق ہو رہا ہے اور آپ اس سے کہیں کہ میں اس خواہش کا پہلے اپنے احباب پر اظہار کروں گا۔ اب اگر نفس ہاتھ جوڑ کر کہے کہ ان کو مت بتانا تو سمجھ لو کہ نفس تم کو بے وقوف بنانا چاہتا ہے۔

اسی لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گناہ کی دو علامات بیان فرماتے ہیں، ایک علامت ہے دل میں کھٹک پیدا ہونا کیوں کہ انسان نیک کام کرنے سے دل میں کھٹک محسوس نہیں کرتا بلکہ خوشی محسوس کرتا ہے۔ دوسری علامت یہ ہے کہ تم کو اس سے ناگواری ہو کہ لوگوں کو اس بات کی خبر ہو جائے۔ گناہ کی یہ دونوں علامات یاد کر لو۔ ساری زندگی اس سے پالا ہے، یہ ایک دو دن کا معاملہ نہیں ہے، نفس مرنے کے بعد ہی ختم ہو گا۔

گناہ گاروں کے لیے تلخ حیات کا اعلان

نفس سے باتیں کرو کہ اللہ کی نافرمانی اور حرام مزہ حاصل کرنے کی آپ جو ڈیمانڈ کر رہے ہیں تو ڈیمانڈ کا وزن سانڈ سے ملتا ہے، معلوم ہوا کہ آپ سانڈ کی طرح ہر کھیت میں منہ ڈالنے کی آزادی چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ اللہ کی نافرمانی کرنے والوں پر اللہ پاک کی طرف سے جو خالق حیات ہے تلخ حیات کا اعلان ہے۔ لہٰذا نفس سے کہو کہ میں تیری بات مانوں یا اُس کی بات مانوں جس نے مجھ کو اور تجھ کو پیدا کیا ہے۔ ان کا تو یہ اعلان ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا[۲] جو ہماری نافرمانی کی راہوں سے حرام لذتوں کی چوری کی فکر کرتا ہے ہم اس کی زندگی کو تلخ کر دیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ زندگی کو تلخ کرے گا تو اے نفس ظالم! تو مجھے کیا مزہ دے گا؟ تیری طاقت زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کی طاقت زیادہ ہے؟ اللہ کا عذاب پہلے دل پر آتا ہے کیوں کہ اللہ سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہے، سلطانُ السلاطین

۲؎ طٰہٰ: ۱۲۴

ہے، بادشاہ جب کسی ملک پر حملہ کرتا ہے تو وہ کانسٹیبل اور تھانے داروں کو نہیں پکڑتا، اس ملک کے بادشاہ کو پکڑتا ہے۔ لہٰذا پہلے عذاب دل سے شروع ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ دل کو پکڑتا ہے تو دل میں بے چینی شروع ہو جاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ دل کو بے چین کرتا ہے تو تلخ حیات کا آغاز ہو جاتا ہے پھر ساری دنیا کے عرق بید مشک اور افطیمون ولایتی اس کی سوداویت، اس کی حیرانیت اور اس کی پریشانی کو دفع نہیں کرسکتے۔ اس کے لیے سارے عالم کے خمیرے بے کار ہیں۔ اب میں آپ لوگوں کو افطیمون ولایتی اور عرق بید مشک کیا سمجھاؤں، یہ طبی باتیں ہیں، اگر آپ حکیم ہوتے تو سمجھ جاتے کیوں کہ اس کا تعلق طب سے ہے۔ عرق بید مشک قلب کے لیے مفرح ہوتا ہے اور افطیمون ولایتی اس کو دی جاتی ہے جس کے خون میں سوداویت ہو، زیادہ غم سے خون جل جائے اور نیند اڑ جائے، افطیمون ولایتی سودا کو دفع کرتا ہے، ورنہ ایسے مریض کے جنون کا خطرہ ہے، پہلے اسے مالیخولیا ہوگا پھر جنون ہوگا اور پھر گِدّو بندر میں داخلہ ہوگا۔

نفس کو لگام دے کر رکھنا چاہیے

آپ بتائیے کہ آپ چین سے رہنا چاہتے ہیں یا بے چین؟ اور چین کس کے ہاتھ میں ہے؟ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو شخص نفس کی بات مانتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گھوڑا تیزی سے دوڑا جارہا ہے اور آگے دو ہزار فٹ گہری کھائی آگئی، اب اگر وہ گھوڑے کی لگام ڈھیلی کرتا ہے تو گھوڑا بھی مرتا ہے اور گھوڑے کا سوار بھی مرتا ہے۔ لہٰذا گھوڑے کے گال کا خیال مت کرو، اس کی لگام کَس کے کھینچو، زیادہ سے زیادہ اس کا گال پھٹ جائے گا تو ڈاکٹر سے اس کا علاج کرالینا۔ لیکن اگر تم نے اس کی تھوڑی سی بھی رعایت کی، تھوڑی سی بھی نرمی کی تو ایسی گہری کھائی میں گرائے گا جہاں گر کر پاش پاش ہو جاؤ گے، نہ گھوڑا رہے گا نہ سوار، نہ راکب نہ مرکب۔ نفس بھی ایک سواری ہے، جو شخص نفس کی بات مانتا ہے تو نفس بھی مرے گا اور سوار بھی مرے گا۔

نفس و شیطان گھر بیٹھے رُسوا کروادیتے ہیں

اب اگر کوئی پوچھے کہ نفس کے گھوڑے کو لگام دینا کہاں سے ثابت ہے؟ تو یہ قرآن پاک سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو جنتی لوگ ہیں، جن کو ہم جنت میں لے جانا چاہتے

ہیں، ان کے اندر ایک خاص صفت اور ایک خاص شان ہے وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى [۳] وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں۔ ان کا خوف ان کو اس مقام پر رکھتا ہے جہاں وہ نفس کے تقاضے کو روکتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص نفس کے تقاضوں کو نہ روکے تو سمجھ لو کہ اس کا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ کمزور ہے۔ شیطان نے اس کو گناہوں کے حرام مزوں سے پاگل بنادیا ہے۔

پرانے زمانے میں جب زمیں دار کسی کو پٹوانا چاہتا تھا تو پہلے دشمن کو پیسے دے کر اس کو خوب شراب پلواتا، جب وہ شراب کے نشے میں مدہوش ہوجاتا تو زمیں دار کہتا کہ اس کو کمبل اوڑھاؤ، پھر لاٹھی سے اتنا پٹواتا کہ اس کے ہاتھ پیر تڑوادیتا۔ جب وہ ہوش میں آتا تب سوچتا کہ یہ کیا ہوگیا، ہم تو گھر بیٹھے پِٹ گئے۔ نفس بھی گھر بیٹھے پٹوادیتا ہے۔ پہلے شیطان گناہوں کا نشہ چڑھا کر عقل کو خراب کرتا ہے اس کے بعد پٹائی کرواتا ہے۔ لہٰذا ہمت سے کام لو، اللہ آہ وزاری کو رائیگاں نہیں فرماتے۔

اللہ آہ وزاری کرنے والے کو ضایع نہیں کرتا

جو اپنے معاصی پر توبہ اور آہ وزاری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے رائیگاں نہیں فرمائیں گے۔ کائنات نے نہیں دیکھا کہ جو اللہ سے رویا ہو اللہ نے اس کو ضایع کیا ہو۔ امن کی حالت میں جب گناہ کا تقاضا نہ ہو تب بھی اللہ سے مستقبل کے لیے حفاظت مانگو اور آنسو بھی بہاؤ تاکہ یہ آنسو اللہ کے خزانے میں جمع رہیں اور جب نفس و شیطان اس کو گناہوں کی طرف گھسیٹیں تو اللہ کی رحمت ان آنسوؤں کو دیکھے کہ یہ بندہ اپنے مستقبل کی حفاظت کے لیے میرے سامنے رویا تھا، لہٰذا اس کو ضایع نہ ہونے دو، پھر فرشتوں کو اس کی حفاظت میں لگادیتے ہیں۔ لہٰذا حالتِ امن میں آہ و زاری کرو، جب گناہوں کے تقاضوں کا غلبہ ہوتا ہے اس وقت آدمی نہیں روتا کیوں کہ اس وقت وہ گناہ سے حفاظت نہیں مانگتا بلکہ گناہ کو حاصل کرنے کی بے شمار تدبیریں کرتا ہے۔ لہٰذا حالت امن میں جب گناہوں کے تقاضے نہ ہوں اللہ سے روؤ ورنہ جب

۳؎ النّٰزعٰت:۴۰

شیطان کا سور اور نفس کا خنزیر غالب ہوتا ہے تو عقل ختم ہوجاتی ہے جیسے بعض اوقات ہرن کے بڑے بڑے شکاریوں کو جنگلی سور چبالیتا ہے۔ لیکن اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی کیا شان ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ[۴] توبہ کی برکت سے گنہگاروں کو اللہ اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ اس آیت میں مستقبل کا وعدہ بھی ہے کیوں کہ یُحِبُّ فعل امر ہے اور امر مضارع سے بنتا ہے یعنی ہم اس وقت بھی توبہ قبول کرکے تم سے محبت کرتے ہیں اور آیندہ بھی جب توبہ کرو گے تمہیں معاف کرکے اپنا محبوب بنالیں گے۔ جو دل سے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خالی معافی نہیں دیتے بلکہ اس کو اپنا محبوب بھی بنالیتے ہیں۔

توبہ کرنے کی چار شرائط

بس گناہوں سے چار شرائط کے ساتھ الگ ہوجاؤ۔ نمبر ایک ندامت طاری کرلو اَنۡ یَّقۡلَعَ عَنِ الۡمَعۡصِیَۃِ وَاَنۡ یَّنۡدَمَ عَلَیۡھَا وَ اَنۡ یَّعۡزِمَ عَزۡمًا جَازِمًا اَنۡ لَّا یَعُوۡدَ اِلَیۡھَا اَبَدًا[۵] گناہوں سے الگ ہوکر اللہ سے ندامت کے ساتھ توبہ کرو اور پکا ارادہ کرلو کہ اے اللہ اب ہم کبھی اس نالائقی کو نہیں کریں گے۔ اب اگر شیطان بہکائے کہ تم تو توبہ توڑتے رہتے ہو، تو شیطان کو یہ جواب دے دو کہ میرا توبہ توڑنے کا ارادہ نہیں ہے، اگر ٹوٹ جائے گی تو پھر مالک سے روئیں گے، ہمارا کام رونا ہے۔ لیکن اگر کسی کا مالی حق ہے تو اس کو ادا کرو یا اس سے معافی مانگ لو مثلاً وضو خانے سے کسی کی گھڑی اٹھالی تھی تو اس کو واپس کرو۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے سے اسی وقت محبت فرماتے ہیں، اِدھر آپ نے توبہ کی اُدھر اللہ کے محبوب ہوگئے، سبحان اللہ!

اللہ کا پیارا بننے کا نسخہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ کی تفسیر میں حدیث پیش کی ہے اَلتَّائِبُ حَبِیۡبُ اللّٰہِ۔[۶] اَلتَّائِبُ اسم فاعل ہے، اس میں الف لام داخل ہے

[۴] البقرۃ:۲۲۲

[۵] شرح مسلم للنووی:۳۴۶/۲، باب بیان النقصان فی الایمان، دار احیاء التراث، بیروت

[۶] المغنی عن حمل الاسفار:۹۸۳/۲(۳۵۸۶) کتاب التوبۃ، مکتبۃ طبریۃ، ریاض

جو معنیٰ میں اَلَّذِیْ کے ہے یعنی اَلَّذِیْ تَابَ کَانَ حَبِیْبُ اللّٰہِ۔ جس نے سچے دل سے توبہ کی وہ اللہ کا محبوب ہوگیا۔ اب آپ اور کیا چاہتے ہیں؟ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کی برکت سے تم کو محبوب بھی بنالیں گے اور آیندہ بھی اگر تم سے غلطی ہوئی اور تم نے توبہ کرلی تو آیندہ کی ذمہ داری کا بھی اعلان ہے کہ آیندہ بھی معاف کردیں گے اور اپنا محبوب بھی بنالیں گے۔ اگر تم توبہ کرتے رہو گے تو ہم تم کو اپنی محبوبیت کے دائرہ سے کبھی خروج نہیں ہونے دیں گے۔ مضارع میں دو زمانے ہوتے ہیں، حال اور استقبال، یعنی ہم اس وقت بھی تم کو اپنا محبوب بناتے ہیں اور آیندہ بھی اگر تم سے خطا ہوئی اور تم نے دل سے توبہ کرلی تو آیندہ بھی تم کو معاف کرکے تمہیں اپنا محبوب بنالیں گے۔ مضارع میں مستقبل کی حفاظت بھی شامل ہے، بشرطِ توبہ مستقبل میں بھی ہماری محبوبیت اور پیار کا وعدہ ہے کہ ہم تم کو اپنی محبوبیت کے دائرہ سے ایگزٹ یعنی خروج نہیں ہونے دیں گے۔

یہاں سب علماء حضرات بیٹھے ہیں، کوئی شیخ الحدیث ہے، کوئی تفسیر پڑھا رہا ہے، کوئی دیوبند کا مفتی ہے، دیوبند سے افتاء کرکے آیا ہے۔ آپ بتایئے کہ مضارع میں دو زمانے ہوتے ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حال اور استقبال دونوں کی ذمہ داری قبول فرمائی ہے یعنی اگر تم نے ابھی معافی مانگ لی تو اسی وقت سے ہمارے محبوب ہو اور آیندہ بھی تم گھبرانا مت، تم کو ابھی سے شکست توبہ کا غم کیوں ہے؟ بس تم توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ کرو، ارادۂ شکستِ توبہ نہ کرو۔ پھر بھی اگر شکستِ توبہ ہوجائے تو ہماری چوکھٹ اور تمہارا سر باقی ہے، میری چوکھٹ پر اپنی پیشانی رگڑو اور پھر معافی مانگ لو، آیندہ کے لیے بھی وعدہ کرتا ہوں کہ آیندہ بھی تم کو اپنا محبوب بناتا رہوں گا، اپنی محبوبیت سے تمہارا خروج نہیں ہونے دوں گا۔ اس سے زیادہ تم ہماری رحمت اور ہماری محبت کیا چاہتے ہو کہ تمہارے لیے مستقبل کا بھی وعدہ ہے تاکہ شیطان تم کو مایوس نہ کرے۔

توبہ کے بھروسے پر گناہ کرنا نالائقی ہے

بتایئے! سلوک کتنا آسان ہوگیا۔ لیکن حکیم الامت فرماتے ہیں کہ توبہ کا مرہم ایمرجنسی کے لیے ہے، حادثے کے لیے ہے۔ اگر ہمدرد دواخانے والے اعلان کردیں کہ مرہم

کی ایک ڈبیہ ہے جو سو فی صد مفید ہے، اگر مفید ثابت نہ ہوا تو ہمدرد دواخانہ ایک لاکھ روپے جرمانہ ادا کرے گا۔ تو کیا آپ اپنا ہاتھ جلا کر تجربہ کروگے یا اسے ایمر جنسی کے لیے رکھ لوگے؟ اللہ نے توبہ کا مرہم ایمر جنسی کے لیے نازل کیا ہے، توبہ کا مرہم گناہوں پر ایمر جنسی کے لیے ہے، جان بوجھ کر خود کو گٹر لائن میں مت گھسیٹو، بس اس چیز کو سمجھ لو کہ توبہ کے سہارے پر جرم کرنے والا سخت کمینہ اور بے غیرت ہے۔ کریم باپ کے کرم اور معافی کے سہارے پر باپ کی نافرمانی کرنے والا بیٹا کمینہ ہے یا لائق؟

نیک اعمال ضایع ہونے کا سبب

میرے بعض احباب مجھ سے کہتے ہیں کہ ہم آپ سے بہت محبت کرتے ہیں، مگر خالی محبت سے کام نہیں چلے گا، شیخ کو اذیت بھی نہ پہنچاؤ۔ جس شخص کے مزاج میں ایسی تلخی ہو کہ نیکی کرنے کے بعد سب اعمال برباد کر دیتا ہے اس سے بہتر ہے کہ نیکی نہ کرے مگر کسی کو اذیت نہ پہنچائے۔ قرآن پاک کی آیت ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی[ک] اپنی نیکیوں کو احسان جتلا کر یا تکلیف پہنچا کر ضایع مت کرو۔ صدقہ کرنے کے بعد احسان جتلانے یا تکلیف پہنچانے سے صدقے کا اجر ضایع ہو جاتا ہے، اس سے بہتر تھا کہ تم صدقہ ہی نہ کرتے۔ لہٰذا اپنا مزاج صحیح کرو، خبیث الطبع ہے ایسا شخص، ایسے مغلوب الغضب انسان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو یاد رکھو کہ غصہ اور اللہ کا راستہ، دونوں میں تضاد ہے۔

فنائے نفس حاصل تصوف ہے

یہ کون سی شرافت ہے کہ ذرا سی دیر میں اپنے احباب سے لڑنے اور ان کا محاسبہ اور مؤاخذہ کرنے لگنا، ان باتوں کو دماغ سے نکال دو اور اپنے کو مٹا کر آہ و زاری اور انکساری کے ساتھ رہو، خاص کر جس کو تصوف اور سلوک میں کچھ لینا ہے وہ شیخ کے جمعدار سے بھی نہ لڑے کیوں کہ اس کو بھی شیخ سے کچھ نسبت حاصل ہے۔ بتا رہا ہوں کہ نفس بہت دن کے بعد

ک البقرۃ: ۲۶۴

مٹتا ہے ورنہ چار آدمی تعریف کر دیتے ہیں کہ یہ دن رات شیخ کے ساتھ رہتا ہے یا شیخ کے ساتھ کھانا کھاتا ہے تو شیطان فوراً کہتا ہے کہ یو آر وی آئی پی، اب تکبر کی شراب پی۔ شیطان کہتا ہے کہ تکبر کی شراب پی لو۔ ایسا شخص خود کو شیخ کے دیگر اقرباء اور احباب سے زیادہ اہمیت دینے لگتا ہے کہ میں کچھ ہوں۔ پھر یہ ہر ایک پر غصہ کرتا ہے کہ میں نے فلاں کو کتنی دفعہ سمجھایا ہے۔ ارے نالائق تم اپنے کو سمجھتے کیا ہو کہ میں نے سمجھایا۔ اس ''میں'' کو نکال دو اور ساری دنیا کے انسانوں کو اپنے سے بہتر سمجھو۔ اسی لیے بزرگوں نے ایسے مغلوب الغضب مریدوں سے معمولی لوگوں کے پیر دبوائے ہیں، چوکیدار اور بھنگی کی خدمت کروائی ہے۔ جس نے اپنے شیخ کے مزاج کی رعایت نہیں کی وہ کیا مرید بنتا ہے۔ اس کے سب ملفوظات، فقہ، تفقہ اور تصوف بے کار ہے۔ بتایئے! شیخ کے مزاج میں جان دینا چاہیے یا نہیں؟ جب شیخ کو خوش نہ کر سکے تو کیا ہے تمہارا تصوف۔ اس بات کو پہچانو کہ کس بات سے میرا مُربّی خوش ہوتا ہے اور کس بات سے ناراض ہوتا ہے اور ان خطوط پر ہمیشہ قائم رہو۔ اگر تم میں شرافت ہے تو جان دے دو مگر شیخ کے ایک اعشاریہ تکدر کو برداشت مت کرو۔ رضائے شیخ اور اللہ کی رضا متساوی ہے جیسے باپ کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے، شیخ بھی روحانی باپ ہے۔ یہ جو اکڑ مکر لگا رہے ہو اس کا مطلب ہے کہ ابھی نفس غالب ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو بارہا سمجھایا ہے۔ تو تم کون سے بڑے کوتوال اور تھانے دار لگے ہو، ایک لاکھ دفعہ سمجھاؤ، نہ مانے تو اپنے بڑوں سے مشورہ کر و لیکن اس پر اتنا غصہ نہ کرو کہ آپے سے باہر ہو جاؤ۔

تکبر کی علامت اور اس کا علاج

ایک عالم نے اپنے شیخ سے کہا کہ مجھے آج کل ذکر میں مزہ نہیں آتا، دل نہیں لگتا، شیخ نے چہرہ دیکھ کر محسوس کر لیا کہ یہ تکبر میں مبتلا ہے، اس وقت اپنی اہمیت کا عارف ہے، اپنے کو کچھ سمجھتا ہے، شیطان نے نفس میں ہوا پھونک دی، پمپنگ کر دی۔ شیخ نے ان سے کہا کہ تمہارے اندر تکبر کا مرض آگیا ہے، تم اپنے کو بااہمیت سمجھتے ہو، یہ ناگواری جو ہوتی ہے اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ دل کے اندر ''میں'' بھری ہوئی ہے کہ فلاں شخص میری بات نہیں مانتا۔ تم کیا ہو؟ کس کھیت کی مولی ہو؟ تم کو یہ احساس کیوں ہوتا ہے کہ وہ میری بات نہیں مانتا؟ آپ

ہیں کون جو یہ کہتے ہیں کہ میری بات نہیں مانی گئی۔

تو شیخ نے ان عالم مرید سے فرمایا کہ پانچ کلو اخروٹ خرید کر ایک ٹوکرے میں رکھو اور ٹوکرا اپنے سر پر رکھ کر اُس گلی میں جاؤ جہاں بچے کھیل رہے ہوں اور یہ اعلان کرو کہ جو میرے سر پر ایک تھپڑ مارے گا اس کو پانچ اخروٹ دوں گا۔ اب بچوں کے تو مزے آگئے، تھپڑ مارنے کا مزہ الگ اور اخروٹ پانے کا مزہ الگ۔ دیکھا آپ نے شیخ کا کمال! جب شیخ نے دیکھا کہ اس عالم کے اندر بڑائی آگئی، لوگ ہاتھ چومتے ہیں، حضرت حضرت کرتے ہیں، ہر طرف فلاں کہاں ہے، فلاں کہاں ہے کی آوازیں آتی ہیں، یہ آوازیں بھی مست کرتی ہیں کہ میں خانقاہ میں کوئی اہمیت رکھتا ہوں۔ اللہ اہمیت عطا فرمائے مگر تم احساسِ اہمیت نہ رکھو۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک صاحب دین دار ہیں مگر ان میں ایک برائی ہے کہ اپنے کو دین دار سمجھتے بھی ہیں۔ دین دار تو بنو مگر اپنے کو دین دار مت سمجھو۔

بس لڑکوں نے وہ دھپ ماری کہ پگڑی وگڑی سب اُچھال دی، تھوڑی ہی دیر میں ٹوکرے سے اخروٹ ختم اور کھوپڑے سے تکبر ختم، کھوپڑی تکبر سے خالی ہوگئی۔ بعض اوقات تکبر غیر شعوری طور پر آتا ہے، آدمی کو پتا بھی نہیں چلتا۔ مگر شیخ کو آثار و علامات سے پتا چل جاتا ہے جیسے یرقان کے اثر سے آنکھ پیلی ہوجاتی ہے، آنکھیں بتلادیتی ہے کہ اس کو پیلیا ہے، ایسے ہی متکبر انسان کے اخلاق بتادیتے ہیں کہ یہ تکبر میں مبتلا ہے۔ یہ مغلوب الغضب ہونا سخت تکبر کی علامت ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے کو وی آئی پی نہ سمجھے بلکہ سب کا خادم سمجھے تو خادم نادم رہتا ہے کہ معلوم نہیں خدمت کا حق ادا ہوا یا نہیں، معلوم نہیں ہم سے خانقاہ کی خدمت کا حق ادا ہورہا ہے یا نہیں۔ لہٰذا ہر ایک کے خادم بنے رہو، کسی سے تو تو میں میں بھی نہ کرو، جہاں تک تم سے ہوسکے دوسروں کو آرام پہنچاؤ، تم کسی سے آرام کا انتظار مت کرو، یکطرفہ ٹریفک چلانا ہے تو چلاؤ، یہی اہل اللہ کا راستہ ہے۔ بدلے میں اگر کیا تو کچھ نہ کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ ہم سے محبت نہیں کرتے تو میں ان سے محبت کیوں کروں؟

مخلوق خدا میں محبوب ہونے کا نسخہ

ایک عالم نے مجھ سے کہا کہ محلّے والے ہم سے محبت نہیں کرتے تو میں ان سے محبت

کیوں کروں؟ میں نے کہا کہ پہلے آپ محبت کیجیے، کہنے لگے کہ اس کی دلیل کیا ہے؟ میں نے کہا اس کی دلیل یہ حدیث پاک ہے کہ لَا خَیْرَ فِیْ مَنْ لَا یَأْلَفُ وَلَا یُؤْلَفُ [۸]۔اس حدیث میں یَأْلَفُ پہلے ہے، یُؤْلَفُ بعد میں ہے یعنی جو کسی سے محبت نہیں کرتا وہ محبت نہیں کیا جاتا۔ وہ عالم کہنے لگے کہ میں بخاری شریف میں اوّل نمبر پاس ہوا تھا مگر یہ حدیث اب سمجھ میں آئی۔ علم کی کمیت اور چیز ہے اور علم کی برکت اور اللہ کا فضل اور چیز ہے، یہ اہل اللہ کی جوتیاں اٹھانے سے نصیب ہوتا ہے۔ اگر اس کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو حکیم الامت، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابر حاجی امداد اللہ صاحب کی جوتیاں نہ اٹھاتے۔ حکیم الامت کا خاص ارشاد ہے کہ پڑھنے پڑھانے پر ناز مت کرو، اللہ والوں کی صحبت بھی اختیار کرو۔

صحبت کے ثمرات کی ایک مثال

حکیم امیر احمد صاحب دبلے پتلے آدمی تھے اور ان کی بیوی ان سے تین گنا زیادہ تگڑی تھیں، مگر اللہ نے ان سے بارہ بچے دیے اور سب تگڑے تگڑے لمبے لمبے ہیں۔ اگر بیوی ناز کرتی کہ یہ کیا گلہری کی طرح سے دبلا پتلا ہے اور ان سے شادی نہ کرتی تو ایک بچہ بھی نہ ملتا۔ صحبت ایسی چیز ہے کہ کمزور شوہر سے بارہ بچے ہوگئے اور سب اچھے قد و قامت کے ہیں۔ ایسے ہی کسی کو شیخ بناتے ہوئے یہ دیکھو کہ کس شخص سے علماء زیادہ رجوع ہو رہے ہیں، عوام کی بھیڑ مت دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یہاں اتنے علماء کرام بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر ملک میں یہی حال ہے، عوام تو علم دین کی آنکھیں نہیں رکھتے ہیں لیکن علماء علم کی آنکھ رکھتے ہیں، وہ جلدی کسی کو پیر نہیں بناتے۔

حضرت عبد الغنی پھول پوری کی ایک کرامت

رات کو میرے دل میں ایک بات آئی، سوچا کہ صبح بتادوں گا۔ میرے شیخ اوّل شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات تو آپ سنتے رہتے ہیں کہ بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک دن تین بجے

[۸] مسند احمد:۱۰۶/۱۸ (۹۱۹۸)، مسند ابی هريرة رضی الله عنه، مؤسسة الرسالة

رات کو اٹھ کر گیارہ بجے تک بیٹھے تلاوت کرتے رہے اور دس پارے تلاوت کیے۔ کم از کم پانچ پارے تلاوت، قصیدہ بردہ اور مناجات مقبول کی ساتوں منزلیں پڑھنے کا معمول تو روزانہ ہی تھا۔ اتنی عبادت کرنے والا بھی میں نے دنیا میں نہیں پایا۔ تلاوت کرتے کرتے اتنا مزہ آتا تھا کہ اُچھل جاتے تھے اور درمیان درمیان میں اللہ کا نعرہ لگاتے تھے، ایسی محبت سے اللہ کہتے تھے کہ کلیجہ کھنچ جاتا تھا۔

لیکن کل حضرت کا ایک واقعہ یاد آیا تو میں نے کہا یہ بھی سنادوں اور ان شاء اللہ کسی وقت اپنے بیٹے مولانا مظہر میاں کو بھی بتاؤں گا۔ برنس روڈ پر ایک حکیم اجمیری تھے، وہ حکیم الامت کے مجاز صحبت تھے۔ انہوں نے حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ کی میرے یہاں دعوت ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے کہیں آنے جانے سے تکلیف ہوتی ہے تو انہوں نے کہا کہ دیکھیے اگر آپ نہیں چلیں گے، میری درخواست قبول نہیں کریں گے تو میں آپ کا ایک راز فاش کردوں گا۔ تو حضرت نے جلدی سے کہا کہ نہیں نہیں میں چلوں گا۔ جب حضرت کا انتقال ہوگیا تب میں نے حکیم صاحب سے پوچھا کہ وہ کیا راز تھا جس کی دھمکی دے کر آپ حضرت سے دعوت قبول کرالیتے تھے۔ تب انہوں نے بتایا کہ لکھنؤ میں شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تین بجے رات کو اللہ اللہ کررہے تھے، مجھے کچھ ضرورت پیش آئی، میں نے دروازہ کھول کر جھانکا تو دیکھا کہ حضرت کے سب اعضاء الگ الگ تھے اور ہر عضو سے لا الٰہ الا اللہ کی آواز آرہی تھی۔ یہ واقعہ کبھی سنا؟ آج پہلی دفعہ بیان کررہا ہوں کہ حکیم صاحب نے بتایا کہ حضرت کے سارے اعضاء الگ الگ تھے اور ہر عضو سے لا الٰہ الا اللہ کی آواز آرہی تھی۔ دن میں انہوں نے حضرت کے کان میں بتایا کہ رات کو آپ کا یہ حال تھا تو حضرت نے ان سے وعدہ لیا کہ وعدہ کرو کہ مرتے دم تک اس کو ظاہر مت کرنا۔ یہ بھی حضرت کے اخلاص کی بات ہے، کوئی اور ہوتا تو کہتا کہ خوب بتاؤ، اشتہار لگاؤ بلکہ اخبار میں بھی چھپوادیتا۔

حکیم الامت نے لکھا ہے کہ ذکر کے نور سے اعضاء الگ الگ معلوم ہوتے ہیں لیکن الگ الگ ہوتے نہیں ہیں۔ جب اللہ کے نور کا غلبہ ہوتا ہے تو انوارِ ذکر سے فواصل میں مواصل نہیں رہتے، جوڑوں کا وصل نظر نہیں آتا، غلبۂ نور سے وہ ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے الگ الگ ہیں، بہت سے اہل اللہ پر ایسے حالات پیش آئے ہیں۔

مولانا رومی کا عشق شیخ

مولانا رومی کے پیر حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک سفر اختیار کرلیا، مولانا رومی کو بتایا بھی نہیں اور اپنے وطن تبریز پہنچ گئے۔ مولانا رومی اونٹنی پر بیٹھ کر انہیں ڈھونڈنے نکلے اور ملک شام میں جا کر پوچھا کہ یہاں میرے پیر شمس الدین تبریزی کسی کو نظر آئے؟ ایک آدمی نے بتایا کہ میں نے آپ کے شیخ شمس الدین تبریزی کو دیکھا ہے، فلاں گلی سے جارہے تھے تو فرمایا کہ آہ جس شام میں میرا شمس الدین تبریزی رہتا ہے اس شام کی صبح کیسی ہوگی؟ اور اپنی اونٹنی سے فرمایا۔

ابرکی یا ناقتی طاب الامور
ان تبریز النا ذات الصدور

اے میری اونٹنی ٹھہر جا، اب میرے سب کام بن گئے۔ یہ ہوتی ہے شیخ کی محبت! کیا حسن ظن تھا اپنے شیخ کے ساتھ! لہٰذا فرمایا کہ اے میری اونٹنی ٹھہر جا، میرے تو کام بن گئے۔ میرے پیر کا شہر تبریز میرے بھید کی جگہ ہے، یہاں میرے سینے کے راز ہیں، یہ اسرار والا اور بھیدوں والا شہر ہے یعنی ہمیں اللہ کی محبت کا بھید یہیں ملے گا۔ یہ ہوتی ہے محبت کہ مولانا رومی اپنے شیخ کو تلاش کرتے کرتے اپنے وطن قونیہ سے تبریز پہنچ گئے۔ اب لوگ چاہتے ہیں کہ گھر بیٹھے سب کچھ مل جائے۔ جیسے کشمیر والے چاہتے ہیں کہ وہیں بیٹھے بیٹھے روحانی پرواز حاصل کرلیں، حالاں کہ میں نے ان سے کہا تھا کہ چالیس دن میرے پاس کراچی خانقاہ میں آکر رہو لیکن کوئی بھی نہ آیا، جبکہ پاسپورٹ ویزا کا بھی مسئلہ نہیں ہے، اگر کرائے کی کوئی مشکل ہو تو اس میں ہم بھی کچھ کوشش کرسکتے ہیں۔

گڑگڑا کر جو مانگتا ہے جام
ساقی دیتا ہے اس کو مے گلفام

ناز و نخرے کرے جو مے آشام
ساقی رہتا ہے اس کو تشنہ کام

مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اسرحی یا ناقتی حول الریاض
ان تبریز النا نعم المفاض

مولانا رومی نے اپنی اونٹنی سے فرمایا کہ تم شام کے باغات وغیرہ میں جلدی جلدی عمدہ عمدہ گھاس چر لو۔ ریاض جمع ہے روضہ کی، روضہ کے معنی ہیں باغ۔ اے اونٹنی شام کے باغات سے جلدی جلدی چر لو کیوں کہ تبریز کا شہر میرے لیے بڑی فیض کی جگہ ہے، جب میرے لیے فیض کی جگہ ہے تو تو بھی اس کا فیض لوٹ لے۔ میرا فیض انوار و تجلیاتِ الٰہیہ ہیں اور تیرا فیض اچھی اچھی گھاس چرنا ہے۔ جانور کا فیض یہی ہے کہ اس کو اچھی اچھی گھاس ملنی چاہیے۔

اللہ والا بننے کا ایک طریقہ

اللہ کا راستہ نیاز مندی اور گڑگڑانے کا اور خود کو مٹانے کا ہے۔ پورے طریق کا حاصل اپنے کو مٹانا ہے۔ آدمی مٹتا تب ہے جب کچھ کم عقل لوگ اس کو تکلیف دیں اور وہ کم عقلوں کے ساتھ نباہ کرلے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ کوئی بے عقل اور کم عقل ساتھی ہو تو اس کے ساتھ نباہ کرلو، کیوں کہ اس سے ہر وقت تکلیف پہنچے گی اور اس تکلیف کو برداشت کرنے سے یہ صاحبِ نسبت ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو پیار کرلیں گے کہ اس نے میرے کم عقل بندے کے ساتھ نباہ کرلیا۔ یہ میرے شیخ کا جملہ ہے کہ کوئی شخص کسی کم عقل اور بے عقل ساتھی کے ساتھ نباہ کرلے، اس سے اچھے اخلاق سے پیش آئے، اس کی غلطیوں کو درگزر کرتا رہے تو اس معافی اور درگزری پر قیامت کے دن اس کی معافی ہو جائے گی ان شاء اللہ، اور اس کی روحانیت بھی بڑھ جائے گی۔

نفس کے مٹنے کی علامت

اب یہ کیسے معلوم ہو کہ مرید نے اپنے نفس کو مٹا دیا ہے۔ اگر شیخ کہے کہ فلاں بیمار ہے، اس کے سر میں تیل لگاؤ تو شیخ کے حکم دینے کے بعد تو مرید سب کر دے گا۔ بات تو تب ہے کہ شیخ نہ کہے اور پھر اپنے نفس کو مٹا کر دوسروں کی خدمت کرے۔ شیخ کے کہنے پر تو اس کا

حکم سمجھ کر عمل ہو جاتا ہے، نفس کو آسانی کی راہ مل جاتی ہے۔ لیکن اگر شیخ وہاں نہ ہو اور وہ اللہ کے خوف سے اپنے پیر بھائیوں کی غلطیوں کو برداشت کرتا ہے بلکہ انہیں پیار کرتا ہے، خالی برداشت کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے اس سے دل پر بوجھ اور کینہ رہتا ہے، پیار محبت سے گزارا کرو۔ جگر مرادآبادی نے ایک شعر کہا تھا ؎

گلشن پرست ہوں میں، گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی میں نباہ کیے جارہا ہوں

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے، فرماتے تھے کہ نباہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ دل سے تو پیار نہیں کرتا مجبوراً نباہ رہا ہوں، یہ محبت کا معمولی درجہ ہے لہٰذا انہوں نے اس شعر میں یہ ترمیم کردی کہ ؎

گلشن پرست ہوں میں، گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی میں نباہ کیے جارہا ہوں

اور فرماتے تھے ؎

جور و ستم سے جس نے کیا دل کو پاش پاش
احمدؔ نے اس کو بھی تہہ دل سے دعا دی

اللہ کا سودا سستا نہیں ہے

عشق بازی آسان نہیں ہے، اللہ کی محبت اتنی آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھتے ہو، شیخ یہی چاہتا ہے کہ یہ شخص اپنے نفس کو مٹا کر بالکل بالوریت کی طرح کردے پھر شیخ کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ دیکھو سب کو قصہ سنا چکا ہوں کہ ایک بزرگ نے اپنے ایک مرید کو جو بہت معزز تھے کس طرح سے جو کی روٹیاں اور ارہر کی دال کھلائی۔ اور پھر بھنگن سے کہا کہ تم ان کے اوپر تھوڑا کوڑا بھی ڈال دینا اور دیکھتے رہنا کہ ان کا چہرہ کیسا ہے؟ اس نے جب کوڑا ڈالا تو ان کی آنکھیں لال ہو گئیں اور کہا کہ نہ ہوا گنگوہ، یہ گنگوہ کے رہنے والے تھے یعنی اگر گنگوہ ہوتا تو وہاں ان کی زمین داری تھی، وہاں پٹوا دیتا۔ شیخ نے فرمایا کہ ابھی نفس زندہ ہے۔ چھ مہینے کے

بعد پھر بھنگن سے کہا کہ اب کے کوڑا زیادہ گرا دینا۔ اس بار انہوں نے آنکھیں لال کیں مگر کچھ بولے نہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ ابھی بھی نفس زندہ ہے۔ چھ مہینے کے بعد بھنگن سے کہا کہ اب ان پر پورا کوڑا گرا دینا اور خود بھی گر جانا۔ جب اس نے پورا کوڑا گرا دیا اور خود بھی گر گئی تو انہوں نے آنکھ لال نہیں کی بلکہ کہا کہ شیخ کی بھنگن کو گرنے سے تکلیف پہنچی ہے کہیں زیادہ چوٹ تو نہیں لگی؟ اور وہ بھنگن بھی بوڑھی سی تھی، یہ نہ سوچنا کہ کوئی گل رخ تھی، ناز و نخرے والی عمر کی نہیں تھی، ساٹھ اور ستر کے درمیان کی عمر فرض کرلو، منہ میں دانت نہیں تھے، بال سب جھڑ چکے تھے، چٹیا مثل بڈھے گدھے کی دُم کی طرح تھی۔ تب شیخ نے کہا کہ اب آپ پاس ہو گئے پھر خلعتِ خلافت عطا فرمائی اور رات کو خواب میں اپنے شیخ کو بھی دیکھا کہ میں نے تم سے اتنا کام اور اتنی تکلیف اور اتنا مجاہدہ نہیں کرایا تھا جتنا تم میرے پوتے سے کروا رہے ہو۔ پھر تو خوب روئے اور انہیں بلا کر سینے سے لگایا اور نہلا دھلا کر کہا کہ جو کچھ ہم تمہارے دادا سے لائے تھے آج سب تم کو مل گیا۔

حاملین شانِ رحمت اشرافِ امت ہیں

لہٰذا زندگی ضایع مت کرو، نفس دشمن کو قصائی کی نظر سے دیکھو، جتنا شیخ چاہے اتنا اپنے کو مٹاؤ، اپنے کو مردہ بدست زندہ کردو۔ شیخ کو بار بار سمجھانے کا موقع بھی مت دو، ایک بار ہی اچھی طرح سمجھ لو کہ ہمیں کس طرح خانقاہ میں رہنا ہے۔ بتاؤ! بار بار سبق بھولنا کوئی اچھا کام ہے؟ لہٰذا اپنے کو ایسا مٹاؤ کہ دنیا کہے کہ ظالم نے اپنے نفس کو کتنا مٹا دیا ہے۔ جو کمزور ہیں ان کے آگے بھی بچھے جاؤ، رحم دلی پیدا کرو، سخت دلی اچھی چیز نہیں ہے۔ جامع صغیر کی روایت ہے کہ میری امت میں سب سے بڑے لوگ علماء ہیں اور علماء میں سب سے بڑے وہ ہیں جن پر شانِ رحمت غالب ہے۔ تڑپ جاؤ کسی کی تکلیف سے، خاص کر خانقاہ کے اس ماحول میں رہنے والوں کی تکلیف سے۔ کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کو چھپالو یا نرمی سے سمجھا دو بلکہ اگر شیخ بھی کسی کو ڈانٹ رہا ہو تو شیخ سے بھی تنہائی میں ہاتھ جوڑ کر کہو کہ اسے معاف کر دیجیے۔ اس زمانے میں تو معاملہ الٹا ہے، اگر شیخ کسی کو ڈانٹ رہا ہو تو یہ اور مسالہ لگائے گا، اور نمک مرچ چھڑکے گا کہ حضرت میں تو اس کو پہلے سے ہی جانتا تھا، یہ معمولی ڈانٹ سے ٹھیک نہیں ہو گا، اس پر بڑا ہتھوڑا ماریے۔

اصل میں اللہ سے ایسا قوی تعلق نہیں ہے جیسا ہونا چاہیے، مخلوق پر رحم اسی وقت آتا ہے جب اللہ سے قوی تعلق ہو۔ جس کو دوست سے جتنی زیادہ محبت ہو گی اس کے بچوں سے بھی اتنی زیادہ محبت کرے گا۔ اللہ کی مخلوق پر رحمت اسی کو زیادہ ہوتی ہے جس کا تعلق خالق سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور جس کا تعلق اپنے نفس سے زیادہ ہے تو جب اس کے نفس کو تکلیف پہنچے گی پاگل ہو جائے گا۔ نفس سے تعلق اور ہے، اللہ سے تعلق اور ہے۔ مولانا رومی کی شیخ سے محبت دیکھیے کہ وہ اپنے شیخ کے شہر والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کر رہے ہیں ؎

ہر زماں از فوح روح انگیز جاں

از فراز عرش بر تبریزیاں

اے خدا ہر وقت عرش اعظم سے احسانی کیفیت اور زبردست روحانی فیض تبریز والوں پر اپنی رحمت سے نازل کر دیجیے۔ مولانا تو اپنے شیخ کے شہر تبریز والوں کے لیے دعا مانگ رہے ہیں اور ایک شخص خانقاہ والوں کا بھی خیال نہ کرے۔

مخلوق سے معافی اور تلافی کا طریقہ

ساری زندگی کے لیے عہد کر لو کہ اہل خانقاہ سے مغلوب الغضب نہیں ہو گے۔ ہر ایک کی خطا معاف کرو اور عطا سے پیش آؤ، خطا کو معاف کرو اور عطائے داد و دہش کرو۔ اگر کبھی چوک ہو جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح زمین پر لیٹ جاؤ کہ میرے اوپر چلو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ یا بلال میرے منہ سے نکل گیا کہ تم کالے ہو، مجھے اپنی اس خطا کا اعتراف ہے، میں زمین پر لیٹتا ہوں، تم میرے اوپر چلو۔ ایسے ہی خانقاہ میں جو مقرب ہو جب اس سے کوئی نامناسب بات ہو جائے تو زمین پر لیٹ جائے کہ تم میرے اوپر چلو، میں نے کیوں تم پر غصہ کیا؟ اور اس کو کچھ ہدیہ بھی دو، سوکھی معافی ٹھیک نہیں ہے۔ کوئی غریب ہو تو سوکھی معافی ہے کہ پیر دبا دے یا سر میں تیل لگا دے، امیروں کی سوکھی معافی ٹھیک نہیں ہے، جیب ڈھیلی کرو، جس لحاظ کی غلطی کی ہے اسی لحاظ سے مال نکالو جیسی اللہ نے آپ کو دولت دی ہے اسی لحاظ سے خرچ کرو۔ ہاتھی اگر مرغی کی بیٹ نکالے تو بیمار سمجھا جائے گا اور ڈاکٹر کو دکھایا جائے گا، ہاتھی پانچ کلو کی روٹی کھاتا ہے، اگر دس کلو کی دو روٹی

کھائے اور بیٹ مرغی کی نکالے تو سمجھ لو کہ اسے قبض کی شکایت ہے۔

حصولِ فیضِ شیخ کی مثال

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو شیخ کی ایک ایک مجلس میں انسان کو نسبت عطا ہوتی ہے، سو برس کی عبادت کا نور ایک طرف اور شیخ کی ایک مجلس کا نور ایک طرف ہوتا ہے۔ صحیح طلب سے مرید کو شیخ کے مجاہدے کا پکا پکایا مال مل جاتا ہے۔ جیسے اگر کوئی بے اولاد رئیس کسی کو اپنا بیٹا بنالے تو اس کی ساری جائیداد اس لڑکے کو بیٹھے بٹھائے مل جاتی ہے۔ جن اللہ والوں کے قلب میں نور کے دریا بہہ رہے ہوں ان کے خادم بن جاؤ تاکہ ان کی ساری محنت کی کمائی تمہیں مفت میں مل جائے، مگر ان کی غلامی کرنے کے ساتھ ساتھ بس ایک کام کرلو کہ نفس کو مٹادو تاکہ شیخ کا پورا پورا فیض حاصل ہو جائے۔

اگر زمین تکبر کی وجہ سے اوپر کو اٹھی ہو تو بارش کے پانی کے فیض سے محروم رہے گی، بارش کا پانی اس پر نہیں ٹھہرے گا، نشیب کی طرف چلا جائے گا۔ اللہ کا راستہ عجیب و غریب ہے، اس راہ میں شیخ کی محبت عظیم الشان نعمت ہے، لیکن محبت وہی معتبر ہے جو اطاعت کے ساتھ ہو، شیخ کے سامنے اپنے وجود کو کچھ نہ سمجھو۔ مولانا منصور الحق صاحب کا شعر ہے ؎

حضور شیخ میں اپنا وجود ہی نہ ہو محسوس
کہ اس خام خیالی کو عاشقی نہیں کہتے

نفس کو مٹانے میں مزہ کب آتا ہے؟

شیخ کی محبت اور اللہ کی محبت میں فرق کرنے والا نادان ہے، کیوں کہ اللہ کی محبت شیخ کی محبت ہی سے ملتی ہے۔ لہٰذا کوئی غلطی ہو جائے اور شیخ تنبیہ کرے تو اس سے اگر مگر نہ کرو، نہیں نہیں مت کہو، ہاں ہاں کہو کہ ہاں میری غلطی ہے۔ اگر کسی کا نکاح ہو رہا ہو اور نکاح پڑھانے والا پوچھے کہ تمہیں لڑکی قبول ہے اور لڑکا کہے کہ نہیں نہیں تو کیا نکاح ہو گا؟ شیخ کہہ رہا ہے کہ کہو کہ غلطی ہو گئی اور یہ کہہ رہا کہ نہیں نہیں، تاویلیں کر رہا ہے۔ آہ! جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو توفیق بھی عطا ہو جاتی ہے پھر نفس کو مٹانا مزے دار ہو جاتا ہے، اگر مالک کا کرم

ہو جاتا ہے تو نفس کو مٹانے میں مزہ آتا ہے۔ خواجہ صاحب نے اپنے شیخ حکیم الامت تھانوی سے عرض کیا تھا۔

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پہ میں لایا ہوں
مٹا دیجیے، مٹا دیجیے، میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

اور فرمایا۔

شان میری گھٹائے جا
رُتبہ میرا بڑھائے جا

اپنے سترّ سال کے تجربے کا نچوڑ بتا رہا ہوں کہ دو کام کر لو، ایک یہ کہ عظمتِ الٰہیہ اور شیخ کی عظمت کے سامنے اپنے نفس کو مٹا دو، اللہ کے راستے کا ادب یہی ہے، جیسے شیخ کہیں ویسے رہو، اگر خانقاہ میں یہ نہیں سیکھ سکے تو کوئی اور جگہ ہے جہاں تم اپنے نفس کو مٹانا اور نظر بچانا سیکھو؟ اسی لیے کہتا ہوں کہ کوئی کتنا ہی حسین کیوں نہ ہو دانت بھینچ کر ارادہ کر لو کہ اس کو ہر گز نہیں دیکھنا ہے۔

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے اُنہیں ہر گز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب میرا ناراض ہوتا ہے

نمکین چہروں پر نظر پڑ جائے تو ان سے نظر ہٹا کر ان کے گراؤنڈ فلور کے پیشاب پاخانے کا مراقبہ کرو، انہیں دیکھ کر مراقبہ نہ کرو کیوں کہ نظر شیطان کا تیر ہے اور شیطان اللہ تعالیٰ کے اسم مضل کا مظہر اتم ہے لہٰذا بد نظری کے ساتھ کیسے ہدایت ملے گی جب کہ تم اللہ تعالیٰ کے اسم مضل کے سائے میں کھڑے ہو، پہلے نظر ہٹاؤ تا کہ شیطان کا تیر نہ لگے، اس کے بعد مراقبہ کرو۔ اگر اللہ والوں کے پاس رہ کر مراقبہ کرو گے تو زیادہ فائدہ ہو گا کیوں کہ اللہ والے اور ان کے غلام اللہ تعالیٰ کے اسم ہادی کا مظہر ہیں۔

فیضان صحبت شیخ

شیخ کے فیض کی برکت سے لوگ بڑے بڑے بزرگ ہوئے ہیں، اللہ نے ان سے بڑے بڑے کام لیے ہیں۔ میرے ساتھ رہنا ہے تو ان جیسے بنو، اللہ پاک اپنی رحمت سے مجھ کو

بھی اور آپ سب کو بھی اپنا بہت زبردست قوی تعلق عطا فرمائے۔ جہاں جاؤ لوگ آپ کی آنکھیں دیکھ کر سمجھ جائیں کہ یہ کوئی بڑا زبردست فقیر آیا ہے۔ آپ کی آنکھوں سے اور آپ کی آہ وفغاں سے امت خود کہے گی کہ یہاں کوئی اللہ والا بیٹھ کر گیا ہے۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب حکیم الامت کے خلیفہ تھے، حالاں کہ عالم نہیں تھے لیکن تیس برس تک حکیم الامت کی صحبت اٹھائی، ایک عرصے تک آنا جانا کرتے رہے۔ آج کراچی میں بڑے بڑے محدث ان سے بیعت ہیں۔ مفتی شفیع صاحب کے بیٹے مولانا رفیع عثمانی اور مولانا تقی عثمانی جیسے بڑے بڑے محدث عالم ان کی جوتیاں اٹھا رہے ہیں۔ یہ ہے صحبت کا فیض۔

لیکن اپنے شیخ کے ساتھ اس نیت سے ساتھ نہ رہو کہ علماء میرے مرید ہو جائیں اور میری دوکان چمک جائے۔ یہ نیت ہو کہ ہمیں اللہ مل جائے اور ہم بد نظری سمیت تمام بری عادتوں سے نجات پا جائیں۔ اگر کوئی خلیفہ ہو جائے مگر عورتوں کو تاک جھانک کرتا ہو اس سے بہتر ہے کہ خلافت نہ ملے اور اللہ والا ہو جائے اور اللہ اس سے خوش ہو جائے۔ بتاؤ اللہ کا خوش ہونا ضروری ہے یا خلافت میں فائدہ ہے؟ ایسی خلافت کا کیا فائدہ کہ نجاست میں مبتلا ہے، خلافت کے ساتھ غلاظت بھی رکھتا ہے۔

جو لوگ اصلاح کی غرض سے شیخ کے پاس جاتے ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں۔ جو لوگ حضرت حکیم الامت کی خدمت میں تھانہ بھون گئے وہی کامیاب ہوئے۔ حضرت خود جہاں چل کر گئے وہاں ایک خلیفہ بھی نہیں ہوا اور جو لوگ دور دراز علاقوں سے تھانہ بھون آئے، شیخ کے ساتھ رہے اور شیخ کے ساتھ سفر کیا، وہ کامیاب ہو گئے۔

اللہ والوں کا ایک ادب

آپ لوگ مجھ سے جو ہر جگہ بیان کروا رہے ہیں اس سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ میری زبان سے جو بیان کرا رہا ہے آپ لوگ میری ان کیسٹوں کو اتنا زیادہ سنو کہ یہ ہی مضمون درد بھرے دل سے آپ کے منہ سے ادا ہو۔ بزرگانِ دین یا ان کے خدام و غلام ہر جگہ تھوڑی جاسکتے ہیں، ایک آدمی ساری دنیا میں کیسے جاسکتا ہے؟ مرید شیخ کے بڑے چراغ سے اپنا چراغ روشن کرے، شیخ خود تو یہ نہ سمجھے کہ میرا چراغ بڑا ہے، شیخ تو یہی سمجھے کہ میں سب سے کم تر

چراغ ہوں لیکن مرید یہ نیک گمان لے کر جائے کہ اس کا چراغ شیخ کے چراغ سے جل گیا ہے، اب وہ اپنی بستی کے دوسرے چراغوں کو روشن کرے، شیخ کے بڑے چراغ سے روشنی لے کر ساری دنیا میں پھرے، یہ نہیں کہ شیخ کو ہر جگہ لے جا کر اسے مار ڈالو، اس کا تیل نکال دو۔ میں جب سے یہاں آیا ہوں ایک دن بھی بیان کا ناغہ نہیں ہوا، ایک دن بھی آرام نہیں ملا، یہاں تک کہ سینے میں دُکھن شروع ہوگئی۔ حکیم الامت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ ایک روز بیان کرو اور ایک روز ناغہ کرو۔ ہوائی جہاز بھی ایک روز اڑتا ہے، ایک روز آرام کرتا ہے، لوہا تو آرام کرے اور انسان نہ کرے۔ انسان سے اتنا کام نہ لو کہ روز روز بیان کراؤ، ایک دن اس کو گھماؤ پھراؤ، سمندر کی سیر کراؤ، اس سے ہنسو بولو، یہ کیا کہ روز روز بیان ہورہا ہے۔ البتہ مجلس میں کوئی حرج نہیں ہے، مجلس روزانہ ہوسکتی ہے۔ جیسے کسی نے مجلس میں کوئی کتاب پڑھ کر سنا دی اور ہم نے تھوڑی سی شرح کردی، اس کے لیے تو تھوڑا سا بولنا پڑتا ہے، مگر بیان میں تو پورا مضمون بیان کرنا پڑتا ہے۔ لوگ شیخ کو منبر پر بٹھالیں تو تیل نکال لیتے ہیں، مرید خود تو آرام سے کوفتہ کھائیں اور سوپ پئیں اور پیر کو منبر پر بٹھا کر اس کا تیل نکالا جارہا ہے۔ ذرا میرے چیلوں کی شکلوں کو غور سے دیکھ کر بتاؤ کہ گرو زیادہ تگڑا ہے یا چیلے؟ ہندوستان کی زبان میں گرو پیر کو کہتے ہیں اور چیلا مرید کو کہتے ہیں۔

عشق مردار سے نجات کی راہ

تو میں عرض کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے کتنی محبت ہونی چاہیے۔ بخاری شریف کی حدیث تو آپ لوگوں نے سن لی کہ جان سے زیادہ اور اہل و عیال سے زیادہ اور شدید پیاس میں ٹھنڈا پانی پینے سے جو مزہ آتا ہے ایسا مزہ اللہ کا نام لینے میں آنا چاہیے۔ اس پر ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ مثنوی میں مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ایک باندی انتہائی حسین تھی، اس کے حسن کی وجہ سے بادشاہ اس پر عاشق ہوگیا اور اس کو خرید کرلے آیا، مگر وہ لڑکی کسی اور پر عاشق تھی۔ دنیا ایسی ہی ہے کہ وہ اِس پر عاشق اور یہ اُس پر عاشق، سب ایک دوسرے کے لیے پاگل بنے ہوئے ہیں۔ تو بادشاہ نے دیکھا کہ وہ زردہ بریانی کچھ نہیں کھاتی بس ہر وقت روتی رہتی ہے اور دبلی ہوتی جارہی ہے۔ بادشاہ نے حکیموں سے کہا کہ اس کا علاج کرو، اگر میری معشوقہ

مر گئی تو میں بھی مر جاؤں گا کیوں کہ میرا اس سے دل لگ گیا ہے۔ لیکن جتنا علاج کیا اتنا ہی مرض بڑھتا گیا، سکنجبین پلایا تو اُلٹا اثر ہوا، روغن بادام سر پر لگا تو اُلٹا اثر ہو گیا، نیند اور غائب ہو گئی۔ غرض ہر دوا اُلٹا اثر کر رہی ہے۔ جب حکیموں نے جواب دے دیا تو بادشاہ مسجد میں گیا، اب اسے اللہ یاد آیا۔ مسجد میں جا کر محراب میں دو رکعات صلوٰۃ الحاجات پڑھی اور بہت رویا، اتنا زیادہ رویا کہ روتے روتے نیند آگئی، خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ سفید لباس اور داڑھی والے چلے آرہے ہیں، انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ گھبراؤ مت، میں کل تمہارے یہاں آؤں گا اور اس کا علاج کر دوں گا۔ تم گھبراؤ مت، اللہ نے ہم کو بتادیا ہے کہ تم نہایت پریشان ہو، تم نے مسجد میں جو رونا شروع کیا تو اللہ کو تم پر رحم آگیا۔

دوسرے روز وہ بزرگ محل میں آگئے، بادشاہ نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ رات کو اِنہیں کو خواب میں دیکھا تھا۔ انہوں نے بادشاہ سے پوچھا کہ تمہاری وہ معشوقہ کہاں ہے جو بیمار ہے اور اچھی نہیں ہو رہی؟ بادشاہ نے بتایا کہ اس کمرے میں رہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے، میں اس کی نبض دیکھوں گا، لیکن تم باہر سے جھانکتے رہو، دروازے اور کھڑکیاں تو سب کھلی رکھو لیکن اس زاویے سے کھڑے ہو کہ اسے معلوم نہ ہو کہ میرا راز کوئی اور سن رہا ہے، میں اس کا راز لینا چاہتا ہوں۔ اب انہوں نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھ کر مختلف شہروں کے نام لینا شروع کر دیئے، تاشقند، بخارا، تاجکستان سارے شہروں کے نام لیے لیکن نبض میں تڑپ نہیں آئی۔ مگر جب سمرقند کہا تو نبض زور سے تڑپی، بس وہ سمجھ گئے کہ اس کا معشوق سمرقند میں رہتا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ سمرقند میں تمہارا دل کسی پر عاشق ہے؟ کہا کہ ہاں، اسی لیے بادشاہ کی بریانی مجھے زہر لگ رہی ہے اور یہ بادشاہ بھی مجھے زہر لگ رہا ہے، حسن پیسوں سے نہیں بکتا، میرا حسن بھی پیسوں سے نہیں بک سکتا۔ انہوں نے پوچھا کہ وہاں کون ہے جس پر تو عاشق ہے۔ اس نے کہا کہ سُنار کا لڑکا ہے جو سونا بیچتا ہے، میں اس پر عاشق ہوں۔ بزرگ نے بادشاہ کو خوشخبری سنادی کہ ابھی اس کا علاج کرتا ہوں، اس کا مرض بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ پھر بادشاہ سے کہا کہ پولیس بھیج کر اس سُنار کے لڑکے کو بلوالو۔ جب وہ آگیا تو اس اللہ والے نے اسے ایک گولی کھانے کو دی، اس سے اس کو دست آنے لگے اور اتنے دست آئے کہ اس کا چہرہ کالا پڑ گیا، آنکھیں اندر کو دھنس گئیں، چہرہ شیطان کی طرح ڈراؤنا اور انتہائی خوف ناک ہو گیا۔ اب اس کو

اس لڑکی کے پاس لے گئے جو اس پر عاشق تھی اور کہا کہ دیکھو یہ تمہارا معشوق آگیا ہے، اس کی زیارت کرلو۔ جب اس نے اس کی شکل دیکھی تو سارا عشق غائب ہو گیا، اسی وقت اچھی ہو گئی، کھل کر بھوک لگ گئی اور خوب ڈٹ کر کھانا کھایا، نیند بھر سوئی، روز بروز موٹی ہوتی گئی، ایک دم تگڑی ہوئی اور عشق مجازی سے نجات پاگئی۔ بادشاہ نے بزرگ کا بہت شکریہ ادا کیا۔

اللہ سے محبت کی علامات

اس واقعہ پر مولانا رومی نے فرمایا کہ اللہ سے ایسی محبت ہونی چاہیے کہ جب کوئی دوسرا ابھی اللہ کا نام لے رہا ہو تو نبض کی رفتار بدل جائے، دل کی دھڑکن تیز ہو جائے اور وہ کہے کہ آہ! میرے اللہ کا نام کس نے لیا ہے؟ اگرچہ اللہ کا نام دوسرے کے منہ سے نکل رہا ہے لیکن جو اللہ کا عاشق ہے اس کا دل تڑپ جائے گا اور آنکھوں میں آنسو آجائیں گے ؎

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود

مولیٰ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کیسے کم ہو سکتا ہے؟ کہاں ہگنے موتنے والی لاش اور کہاں اللہ۔ جو لاکھوں لیلیٰ بناتا ہے بگاڑتا ہے، لاکھوں لیلیٰ پیدا کرتا ہے اور قبروں میں ڈال دیتا ہے وہ خود کیسا ہو گا؟ جو ساری دنیا کی نمکیاتِ لیلائے کائنات کو نمک دیتا ہے، اس مولائے کائنات کے حسن و جمال کا کیا عالم ہو گا؟ سوچو ذرا، عقل تو استعمال کرو کہ جو سارے عالم کی لیلائے کائنات کو نمک دیتا ہے اس کا حسن و جمال کیسا ہو گا؟

عشق مجازی کے علاج کے لیے طبیب چاہیے

اسی لیے کہتا ہوں کہ دنیا کے معشوقوں کو دل سے نکالنے کے لیے کوئی حکیم ملنا چاہیے جو اس کے معشوق کو گولیاں دے کر اس کا چہرہ بگاڑ دے اور اسے سب حسین ہگنے موتنے والی لاشیں نظر آنے لگیں۔ یہ ہوتا ہے صحبت شیخ کا اثر! اللہ کا شکر ہے کہ میرے والد نے مجھ سے کہا تھا کہ پہلے تم حکیم بنو پھر مولوی بنو۔ میں نے کہا کہ میں پہلے مولوی بنوں گا، مجھے دیوبند بھیج دیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلے پیٹ کا انتظام کرو تاکہ تم پیٹ کے لیے دین نہ پھیلاؤ، اللہ کے لیے دین پھیلاؤ۔ والد صاحب کی عقل مندی سے آج میں حکیم بن گیا اور ساری دنیا میں حکمت کو

بھی اللہ کے راستے میں قربان کررہا ہوں اور ہر مرید کے لیے سوچتا ہوں کہ کس حکمت سے اس کو اللہ سے جوڑا جائے۔

اب دوسرا قصہ سن لو بس پھر آج کا بیان ختم۔ اختر سراپا اللہ کی محبت میں اپنی جان کو پیش کرنا چاہتا ہے چاہے اس سے فرمائش کرو یا نہ کرو۔ لیکن بیان کی پابندی سے سینے میں درد ہو جاتا ہے، اپنی طرف سے جب بولتا ہوں تو تھکتا نہیں ہوں لیکن دوسروں کے کہنے سے بیان کرنے میں پابندی اور قید بندی ہو جاتی ہے۔

عشق مجازی کا ایک علاج

ایک مرید صاحب ایک شیخ کے پاس اللہ والا بننے گئے۔ ان کے شیخ کے یہاں ایک خادمہ تھی، وہ خادمہ ان کو پسند آگئی، اب بجائے مولیٰ کے عشق میں لگنے کے لیلیٰ کے عشق میں لگ گئے، جب وہ کھانا وغیرہ لاتی تھی تو اسی کو دیکھتے تھے۔ خادمہ سمجھ گئی کہ یہ کسی اور چکر میں ہے۔ اللہ والوں کی نوکرانیاں بھی بڑی ہوشیار اور تقویٰ والی ہوتی ہیں، اولیاء اللہ ہوتی ہیں۔ اس نے سمجھ لیا کہ یہ مجھے بری نظر سے دیکھ رہا ہے، اس کی آنکھوں پر لعنت برس رہی ہے۔ اس نے شیخ سے جا کر کہا کہ حضور آپ کے یہاں جو فلاں مرید اللہ والا بننے آیا ہے یہ تو شیطان معلوم ہوتا ہے، ہر وقت مجھ کو دیکھتا رہتا ہے۔ شیخ سمجھ گئے کہ یہ میری نوکرانی پر عاشق ہو گیا ہے۔ عشق بہت بری چیز ہے، اس کی وجہ سے بہت سے لوگ بڑے بڑے فتنے میں مبتلا ہو گئے۔

عشق نہ جانے جات کجات
پیاس نہ جانے دھوبی گھاٹ
نیند نہ جانے ٹوٹی کھاٹ
بھوک نہ جانے باسی بھات

یعنی عشق ذات پات نہیں دیکھتا جیسے شدید پیاسا دھوبی گھاٹ جہاں کپڑے دھلتے ہیں اس کا میلا اور گندا پانی نہیں دیکھتا اور جب زوردار نیند آرہی ہو اس وقت آدمی کو ٹوٹا ہوا بستر بھی غنیمت معلوم ہوتا ہے، اسی طرح بھوک زردہ بریانی تلاش نہیں کرتی، اسے باسی چاول ہی زردہ بریانی معلوم

ہوتے ہیں۔ بہر حال وہ شیخ بڑے اللہ والے تھے،انہوں نے سوچا کہ اس مرید کو براہ راست سمجھاؤں گا تو شرمندہ ہو جائے گا لہٰذا انہوں نے اس نوکرانی کو ایک گولی دی جس سے اس کو دست لگ گئے، آنکھیں اندر کو دھنس گئی اور چہرہ کالا پڑ گیا۔اس کے بعد انہوں نے ایک ہوشیاری اور کی کہ جتنے دست تھے ان کو ایک کنستر میں جمع کیا، جب پورا کنستر بھر گیا تو وہ کنستر اٹھا کر لائے۔ آہ! اللہ والے اپنے مریدوں کی اصلاح کے لیے کتنی محنت کرتے ہیں مگر بعض مرید ایسے ظالم ہوتے ہیں جو ان کی قدر نہیں کرتے۔ خدا ایسے احمقوں سے بچائے۔ شیخ کا غم اور فکر دیکھو کہ ایک تو اپنی نوکرانی کو جلّاب دیا، نوکرانی کو بھی کتنا مجاہدہ ہوا ہوگا، پھر اس کی غلاظت اٹھا کر کنستر میں ڈالنا بھی آسان کام نہیں تھا۔ایک انسان کو اللہ والا بنانے کے لیے سارا غم اٹھایا۔

اب شکل بگڑنے کے بعد جب خادمہ اس مرید کے پاس روٹی لے کر گئی تو اس کی ڈراؤنی شکل دیکھ کر اس کو اتنی تکلیف ہوئی کہ منہ دوسری طرف کر لیا،اس دیکھا بھی نہیں گیا، حسن کا قبرستان دیکھا نہیں جاتا۔ جب منہ پھیرا تو شیخ سامنے آ گئے، کہا کہ میاں کیوں منہ پھیرتے ہو؟اس میں کیا چیز کم ہو گئی جو تم نے منہ پھیر لیا؟ پھر گو کا کنستر دکھا کر کہا کہ اس میں سے بس یہ گو ہی تو نکلا ہے، اور تو کوئی کمی نہیں ہوئی۔نہ میں نے اس کے کان کاٹے،نہ ناک کاٹی، نہ آنکھ نکالی، نہ ہونٹ کاٹے،اس کے سارے اعضاء وہی ہیں جن پر تم عاشق تھے،سب اعضاء موجود ہیں، میں نے اس کے جسم سے صرف گو نکال لیا اور تمہارا عشق ختم ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ آپ کا معشوق یہی پاخانہ تھا، پاخانہ نکل گیا تو آپ کا عشق ختم ہو گیا۔

بس یہ دو واقعات سنانے تھے کہ دنیاوی عشق میں اپنی زندگی ضایع مت کرو جیسے انگور کا کیڑا ہرے پتے کو دیکھ کر ساری زندگی اسے انگور سمجھتا رہے، حالاں کہ انگور تو اس پتے سے آگے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لیلاؤں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ تم آنکھیں بند کر کے ان سے گزر جاؤ اور مولیٰ کو پا جاؤ۔ لیکن جب ان لیلاؤں سے گزرنا تو ان کے ہرے پتوں سے دھوکا نہیں کھانا۔ اللہ نے اپنی راہ میں یہ ہرے پتے بچھا دیے اور اپنی ذات کو ان سے اوپر رکھا جیسے انگور ہرے پتوں سے اوپر ہوتا ہے۔ اگر ان پتوں میں لگو گے تو لا پتا ہو جاؤ گے اور تمہارا پتّا کٹ جائے گا، تمہارا نشان بھی نہیں ملے گا لیکن اگر ان حسینوں سے نظر بچا کر آگے بڑھ جاؤ گے تو اوپر انگور کا پھل ہے، جب انگور کھاؤ گے تب کہو گے کہ آہ میں نے اپنی زندگی پتوں پر کیوں ضایع کی؟

یہاں تو کچھ اور ہی مزہ ہے۔ اسی طرح جب مولیٰ دل میں ملے گا تب کہو گے کہ آہ میں نے لیلاؤں کے، ہگنے موتنے والی لاشوں کے نجاست اور غلاظت کے مقام میں گھسنے کی کوشش میں اپنی زندگی کیوں ضایع کی؟ یاد رکھنا! ان معشوقوں کے پاس تین ملک ہیں۔ آج کی یہ تقریر عجیب وغریب ہے، ان شاء اللہ آپ بھی کہیں گے کہ یہ تقریر بے مثل ہے کہ ہر معشوق کے پاس تین ملک ہوتے ہیں، نمبر ایک موتستان، نمبر دو پادستان اور نمبر تین ہگستان۔ لہٰذا کہاں اپنی زندگی ضایع کرتے ہو۔

اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ نے اپنے اولیاء اور دوستوں کے سینے کے اندر اپنی جو محبت رکھی ہے ہمیں بھی وہ بلا استحقاق نصیب فرما۔ اے اللہ ہماری خاک کو اجسامِ خاکیہ پر خاک ہونے سے بچالے۔ آپ نے ہمیں جس مقصد کے لیے پیدا فرمایا ہے اسی مقصد پر جان دینے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ میری اولاد و ذریّات کو، میرے رشتے داروں اور ان کی ذریّات کو، میرے احباب حاضرین اور غائبین جو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں ان کو اور ان کی ذریّات کو سب کو سو فیصد اولیائے صدیقین کی خط انتہاء تک پہنچادے اور ہم سب کو اللہ والا بنادے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

❖❖❖❖

دیدۂ اشک بارید ہ

لذّتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

اخترؔ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہوسکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کرلوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کرلے۔“

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❖❖❖❖

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی شانِ رحمت والی ہے کہ اس کا کوئی مثل نہیں ہے۔ ایسی بے مثل مہربان ذات کو ہر وقت خوش رکھنا عظیم ترین عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو خوش اور راضی رکھنے کے راستے میں گناہ رکاوٹ بنتے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا گناہ بے جا غصے کا بھی ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ ''غصہ اور راہِ خدا میں تضاد'' میں بیان فرماتے ہیں کہ غصے سے مغلوب ہو جانا تکبر کی علامت ہے، کیوں کہ غصہ بہت چالاک ہوتا ہے، یہ ہمیشہ کمزوروں پر آتا ہے۔ اس کا علاج عظمتِ الٰہیہ اور عظمتِ شیخ کے سامنے اپنے نفس کو مٹا دینا ہے۔ اگر خانقاہوں میں یہ نہیں سیکھ سکے تو کوئی اور جگہ نہیں جہاں نفس کو مٹانا سیکھ سکو گے۔

www.khanqah.org

AW144